ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

آحسن اور غیر آحسن تاویلات: مفہوم و اشکال

ڈاکٹر محمد احسن قریشی

سابق اسسٹنٹ پروفیسر

ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

اسلام آباد

e mail: prof.dr.maq@gmail.com

ABSTRACT

In Surah 3 namely 'The Family of Imran' of the Holy Quran, Allah Almighty has mentioned two contrastive terms Muhkamat (Clear in Meaning) and Mutashabihat (Not very clear in meaning) in verse 7. These have been widely debated by medieval Arab scholars and prominent theologians. The literature of exegesis is full of great variety of meanings and explanations. However, the word Mutashabihat was not perceived well until the recent time and the present age of science. The present scientific knowledge revealed another aspect of the meanings.

اَحسن اور غیر اَحسن تاویلات," can be translated as "Positive and Negative Interpretations" in English. This refers to the different ways something can be understood or interpreted, with "اَحسن" representing the positive aspect and "غیر اَحسن" representing the negative aspect. These phrases are often used in a theological or philosophical context to refer to different ways of interpreting religious or philosophical texts.

In Islamic exegesis (tafsir) and other contexts, "اَحسن تاویلات" (Ahsan Taweelat) refers to the best, most noble, or most favorable interpretations of religious texts. It implies seeking a positive and spiritually uplifting understanding of the meanings conveyed in the texts. On the other hand, "غیر اَحسن تاویلات" (Ghair Ahsan Taweelat) refers to interpretations that may be negative, less favorable, or less spiritually enriching.

These terms are often used to discuss how different scholars and individuals approach the interpretation of religious teachings, emphasizing the importance of seeking deeper meanings and avoiding misinterpretations that could lead to negative outcomes or misunderstandings.

متشابہات میں حدود میں رہ کر غیر جزمی تأویلات کی اجازت ہے، اگر حدود سے باہر نکل کر متشابہات کی تاویلات یا ان کو جزمی تاویلات کے طور پر پیش کیا جائے تو وہ غلط ہیں۔ غلط اور صحیح، اسی طرح صحیح میں آحسن تاویلات کو جانچنے کا کیا معیار ہونا چاہیے؟ اس نکتہ کو واضح کرنا بہت ضروری ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ [1]

---

1 القرآن؛ سورۃ آل عمران: ۳، آیت: ۷

تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو کہ وہ متشابہ کی پیروی کرتے ہیں تو ان سے پرہیز کرو۔[2]

اسی طرح تفسیر مظہری میں ابو مالکؒ اشعری سے روایت ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مجھے اپنی امت پر کس چیز کا خوف نہیں مگر تین چیزوں کا،ان تین چیزوں میں سے ایک یہ بھی ذکر کیا کہ ان لوگوں کے لئے جب کتاب اللہ کھولی جائے گی تو وہ اپنی کج روی کی وجہ سے اس کی تاویل چاہتے ہوئے شروع کریں گے جب کہ اس کی تاویل کو اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[3]

لیکن رٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ ان متشابہات کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کرتے ہیں اور الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو علم (دین) میں پختہ کار اور فہیم ہیں اور یہ اپنے محتاط رویے کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ ہم ان متشابہات کے مفہوم پر اجمالاً یقین رکھتے ہیں اور ان کی جو مراد واقع میں اللہ تعالی کے نزدیک ہے وہ حق ہے۔[4]

متشابہات کی غلط تاویلات سے منع کیا گیا ہے۔اور غلط تاویلات کی متشابہات میں ابتدا کیسے ہوئی اس پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہتے ہیں کہ جب یہودیوں نے اسلام کو روز بروز ترقی کرتے ہوئے دیکھا اس پر ضد کرنے لگے اور انہیں یقین ہو گیا دنیا میں مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے تائید حاصل ہے۔انہوں نے نفاق سے کام لیا اور ظاہر میں اسلام میں داخل ہو گئے لیکن متشابہات میں غلط تاویلات کے ذریعے متشابہات کی پیروی کرنے لگے،اور یوں اس کے نتیجے میں مذاہب باطلہ وجود میں آئے۔[5]

صوفی عبد الحمید سواتی نے غلط تاویلات قرآن پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے سب سے پہلے اللہ تعالی کی متشابہ آیات کی غلط تاویل کر کے لوگوں کو اصل دین سے دور کر دیا حتیٰ کہ محکم آیات کو بھی متشابہات کے تابع کر کے دین کا حلیہ بگاڑ دیا۔لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم مسلمانوں نے آج یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر خود محکم آیات کو توڑ مروڑ کر متشابہات کے معنی پہنائے اور یہود و نصاریٰ کو پیچھے چھوڑ دیا۔[6]

ہمارے خیال میں یہاں 'ہم مسلمانوں' کی بجائے 'ہم میں سے بعض مسلمانوں' کہا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔کیونکہ آگے چل کر عبد الحمید سواتی نے اپنے نکتہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے جو مثالیں پیش کی ہیں وہ تمام مسلمانوں کی نہیں بلکہ ایک مخصوص طبقہ فکر کے اصحاب کی رائے ہے۔وہ لکھتے ہیں:

> ''ختم نبوت اور حضرت عیسٰیؑ کے زندہ اٹھائے جانے کا انکار اور اس
> طرح دیگر غلط افکار یہ سب قرآن کی آیات متشابہات کا سہارا لے کر
> ہی کیا جا رہا ہے۔ایسا رویہ قرآن کی نظر میں دلوں میں کجی کی نشاندہی کرتا
> ہے اور متشابہات سے غلط تاویلیں تلاش کر کے گمراہی پھیلائی جا رہی ہے۔''[7]

ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے کہا کہ خاتم النبیّن کی غلط تاویلات نے آج تک نوے جھوٹے نبی پیدا کئے ہیں۔اسی طرح متشابہات کی غلط تاویلات سے معتزلہ، مرجئہ، جبریہ اور قدریہ پیدا ہوئے۔جن کی وجہ سے وحدت اسلامی کی بنیانِ مرصوص میں بڑے بڑے شگاف پڑ گئے جس کا خمیازہ آج تک امت مسلمہ برداشت کر رہی ہے۔[8]

---

2 صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب منہ آیات محکمات، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲، ج ۲، ص 817

3 ثناء اللہ، محمد، قاضی، پانی پتی، تفسیر مظہری، دار الاشاعت، کراچی، ۱۹۹۱، ج ۱، ص ۲۰، ۲۱

4 ایضاً، ص ۲۳

5 ایضاً، ص ۲۱، ۲۲

6 عبد الحمید سواتی، معالم العرفان، مکتبہ دروس القرآن، گوجرانوالہ، ۲۰۰۰، ص ۳۸

7 ایضاً، ص ۴۰

8 برق، غلام جیلانی، ڈاکٹر، دو قرآن، اسد پبلی کیشنز، لاہور، س ن، ص ۲۸۴

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

حضرت شاہ ولی اللہ نے اسی وجہ سے آیات متشابہات کی تاویل میں بہت احتیاط برتی ہے اور متکلمین کے گروہ پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے تقریباً تمام متشابہ آیات کی تاویل کرنے کی کوشش کی ہے۔اور یہ ایک غلط روش ہے جس سے مذہبی فرقہ بندی کا دروازہ کھلتا ہے۔[9]

شاہ ولی اللہ کا خیال ہے کہ متشابہ آیات میں ان کے ظاہری حکم پر عمل کیا جائے اور ان کی تاویل کے سلسلے میں غور و فکر سے پرہیز کیا جائے۔ شاہ ولی اللہ نے تاویلات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ کبھی یہ تاویلات نحوی بحثوں کی پیچیدگیوں سے پیدا ہوئیں اور کبھی تصوف کی پیچیدہ موشگافیوں کی وجہ سے اور شاہ ولی اللہ ایسے متصوفانہ نکات کو تفسیر قرآن سے غیر متعلق قرار دیتے ہیں۔[10]

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر آیت کا ظاہر ہے اور باطن بھی لیکن آیات کا ظاہر تو وہی ہے جس پر آیت کے الفاظ براہ راست دلالت کرتے ہیں اور جسے عرف عام میں عام معنی یا مطلب کہا جاتا ہے۔اور باطن تمام آیات کا الگ الگ ہے۔اور تذکیر باآلاء اللہ کا باطن تفکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نشانیوں میں غور و فکر کرنا اور باطنی مشاہدہ کرنا۔[11]

تفسیر کرنا کوئی عام کام نہیں کہ ہر آدمی قرآن کی تفسیر شروع کر دے، مفسر کے لئے بہت سارے علوم کا تبحر ضروری ہے اور اصول تفسیر کے مطابق سیوطی کے نزدیک مفسر کے لئے پندرہ علوم کا جاننا ضروری ہے۔[12]

☆ لغت	☆ نحو	☆ صَرف
☆ اشتقاق	☆ معانی	☆ بیان
☆ بدیع	☆ قرأت	☆ اصول دین
☆ اصول فقہ	☆ اسباب نزول	☆ ناسخ و منسوخ
☆ فقہ	☆ فقہ احادیث	☆ باطنی تصوف

اور جب مفسر کی شرائط کو ملحوظ نہ رکھا جائے اور ہر طرح کا آدمی تفسیر قرآن میں جولانی طبع دکھائے تو تفسیر قرآن اور خاص طور پر متشابہات کی تاویلات میں غلط چیزیں سامنے آئیں گی، تفسیر کے معیار صحت کے بارے میں ثناء اللہ امرتسری نے مختلف اقوال نقل کئے ہیں جن میں زیادہ زور قرآن کی زبان کی کماحقہ معرفت پر ہے۔جب تک عربی زبان کے اشتقاق، لغوی اور اصطلاحی معنی، اسلوب بیان، فصاحت اور بلاغت وغیرہ کا جاننے کا صحیح علم نہ ہو تو تفسیر باطل ہو گی۔اسی نکتہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے امرتسری کہتے ہیں۔

۱۔ مشہور تابعی مجاہدؒ کہتے ہیں کسی ایک کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے جائز نہیں کہ وہ کتاب اللہ کے بارے میں بات کرے اور وہ لغاتِ عرب کا عالم نہ ہو۔

۲۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے پاس اگر ایسا شخص لایا جائے جو لغت عرب کے بغیر کتاب کی تفسیر کرتا ہو تو میں اسے سزا دوں گا۔

---

9 شاہ ولی اللہ دہلوی، ترجمہ محمد مہدی الحسنی، سید، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، قرآن محل، کراچی، س ن، ص ۱۵۶

10 ایضاً، ص ۱۰۷

11 ایضاً، ص ۱۵۸

12 السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمن بن کمال، ترجمہ مولانا محمد حلیم انصاری، الاتقان، میر محمد کتب خانہ، کراچی، حصہ دوم، ص ۵۷۲ تا ۵۷۵

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

۳۔ امام فخر الدین رازیؒ نے فرمایا بے شک قرآن عرب کی لغت میں نازل ہوا۔ لہٰذا اس کے خلاف اس کی تفسیر جائز نہیں۔[13]

آخر میں ثناء اللہ امرتسری نے کہا کہ اپنی مرضی اور رائے سے تفسیر کرنے والوں کو دوزخ کی وعید سے بچنا چاہیے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَن قَالَ فِی القُرآنَ بِغَیرِ عِلمٍ فَلیَتَبَوَّاءُ مَقعَدَہُ مِنَ النَّارِ [14]

ترجمہ: جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تلاش کر لے۔

اسی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ثناء اللہ امرت سری کی تفسیر ثنائی، احسن تاویلات کی ایک بہترین مثال ہے۔ لیکن اگر آپ تفسیر قرآن اور خاص طور پر متشابہات کی تفسیر میں ثناء اللہ امرتسری کے تاویلات کے مقرر کردہ راستے سے ہٹ کر تفسیر اور تاویل کریں گے تو اس میں بھٹکنے کا بہت احتمال ہے۔ انہی وجوہات کی بنیاد پر مسلمانوں میں نئے فرقوں مثلاً مرزائیت، نیچیریت اور اسی طرح دیگر متشدد نظریات والے فرقوں کی تفسیر اور تاویل احسن اسلوب سے دور نظر آتی ہے۔

متشابہات تو متشابہات ہیں ہی لیکن ان فرقوں نے محکم آیات کو بھی اپنی خواہشات کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے جو تحریف معنوی ہے۔ تفسیر کو بے قید لکھنے سے یہ بات پیدا ہوئی کہ ہر مفسر جو کسی فن میں مہارت رکھتا، اس نے قرآن کی تفسیر کو چاہے وہ محکمات ہوں یا متشابہات اپنے زاویہ نگاہ سے لکھا یہی وجہ ہے کہ فخر الدین رازی، جار اللہ زمخشری کی تفاسیر اسی طرح ابن کثیر اور معالم التنزیل وغیرہ ان سب تفسیروں کے ذریعے قرآن سمجھنے کی کوشش سے سوائے تحیر کے کچھ نصیب نہیں ہوتا۔[15]

مولانا ابوالکلام آزاد نے اس نکتہ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

"صدر اول کے بعد سے قرآن کریم کے فہم و تدبر کی راہیں دور
ہو گئیں۔ ایک قرآنی اور دوسری غیر قرآنی۔ غیر قرآنی سے مراد
وہ تمام طریقے ہیں جو قرآن سے نہیں بلکہ مفسرین قرآن کے ذوق و
فکر سے پیدا ہوئے۔ یہ علوم وضعیہ کی اشاعت، ایرانی، رومی، اور
ہندی تمدن کے اقتباس اور عجمی اقوام کے اختلاط کا قدرتی نتیجہ تھا۔" [16]

افسوس قرآن کہاں لے جانا چاہتا تھا اور دنیا نے اسے اپنے سر پر رکھ کر کدھر کا رخ کیا ہمارے مفسرین، متکلمین، ارسطو کی منطق اور یونانیوں کی دانش فروشیوں میں ایسے گم ہو گئے کہ انہیں دوسری راہوں کی خبر ہی نہ رہی۔[17]

تفسیر بالرائے کی وجہ سے مطالب القرآن سمجھنے میں لوگوں سے لغزشیں ہوئیں۔ ایسی تفسیر سے مقصود وہ تفسیر نہ تھی کہ جو اس لئے کی جائے کہ قرآن کیا کہتا ہے بلکہ اس لئے کی جائے کہ ہماری ٹھہرائی ہوئی دلیل کیا چاہتی ہے۔[18]

---

13 فضل الرحمن بن میاں محمد، مقالہ: ثناء اللہ امرتسری، دار الدعوۃ السلفیہ، لاہور، ۱۹۹۴، ص ۱۳۱

14 ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، ترجمہ: ناظم الدین، مولانا، جامع ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، مکتبہ العلم، لاہور، ج ۲، حدیث نمبر ۶۸۰، ص ۳۵۴

15 عبدالرشید رحمت، ڈاکٹر، مقالہ: قرآن فہمی کے اصول (علمی کام کا جائزہ)، بشمولہ فکر و نظر، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ج ۳۶، شمارہ ۴، ۳، جنوری تا جون ۱۹۹۱، ص ۱۱

16 ایضاً، ص ۲۱

17 ایضاً، ص ۲۲

18 ایضاً، ص ۲۳

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

مولانا عبدالماجد دریابادی نے تفسیر قرآن کے سلسلے میں علوم لغویہ کی اہمیت کا اعتراف کرنے کے ساتھ فرمایا کہ تزکیہ نفس یعنی باطنی تصوف بہت ضروری ہے۔ محض زبان دانی کے بھروسہ پر قرآن سمجھ لینے کی کوشش ایک سعی لاحاصل ہے ابوجہل اور ابولہب سے بڑھ کر زبان دان اور کون تھا؟ لیکن اپنی روح کو انہوں نے قرآنی روح سے یکسر بیگانہ و ناآشنار کھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن ان پر ذرا بھی نہ کھلا اور وہ فہم قرآن کے درجہ ادنی کی سعادت سے بھی محروم ہی رہے۔[19]

بعض کہتے ہیں کہ قرآن فہمی اور اس کی تفسیر محکمات اور متشابہات کے لئے باطنی تصوف یعنی تزکیہ نفس کا ہونا بہت ضروری ہے، صوفیائے کرام ایک درخت لگاتے ہیں لیکن سالوں تک لوگ اس کے پھل کھاتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی قبروں میں سوجاتے ہیں لیکن ان کے علوم سے لوگ پشت در پشت فیض پاتے رہتے ہیں۔[20]

یہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں اور مظہر ذات الٰہی ہیں ان کی اپنی کلام میں بھی کچھ محکمات ہوتے ہیں کچھ متشابہات جیسے منصور حلاجؒ نے ''انا الحق'' کہا بایزید بسطامیؒ نے سبحانی ما اعظم شانی فرمایا اسی طرح شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے وہ کلمات جو بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں متشابہات ہیں اسی لئے خود محی الدین نے فرمایا کہ ہم ایسی قوم ہیں کہ ہماری کتابیں نااہل کو دیکھنا حرام ہیں۔ امام سیوطی نے فرمایا میرے نزدیک فیصلہ یہ ہے کہ ابن عربی ولی کامل ہیں مگر ان کی کتابیں دیکھنا حرام ہے۔[21]

لیکن علمائے شریعت نے صرف ان متشابہات کو سامنے رکھ کر ظاہری معنی پر حکم شرعی جاری کیا اور بہت سے صوفیاء کرام پر کفر کے فتوے صادر کئے اور بعض کو شہید کیا گیا جیسے منصور حلاج کو۔

تاہم قرآنی آیات کو کھینچ کر اپنے مطلب کے معانی و توضیح کرنا معیوب اور مذموم ہے کیونکہ لازمی طور پر اس سے قاری کی توجہ قرآن سے ہٹ کر دوسری طرف چلی جاتی ہے اور قرآن کی اصل روح اس پر واضح نہیں ہوسکتی۔

محمد رضی الاسلام ندوی نے قرآن کی تفسیر میں طرق تفسیر کو نظرانداز کرنے سے غلط تاویلات کی مثالیں دیتے ہوئے فرمایا:

۱۔ احادیث کو نظرانداز کر کے صرف قرآن کو بنیاد بنا کر تفسیر کرنے سے تاویل میں غلطی ہوسکتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے لئے نعمت اور نعیم دونوں الفاظ استعمال ہوئے ہیں مفسرین اور علمائے لغت نے دونوں کے درمیان فرق نہیں کیا ہے۔ لیکن دونوں کے معنی میں واضح فرق ہے نعمة کا لفظ دنیو ی نعمتوں کے لئے استعمال ہوا ہے اور نعیم کا استعمال قرآن میں صرف آخرت کی نعمتوں کے لئے خاص ہے۔

۲۔ آثار صحابہ و تابعین کو تفسیر کے وقت پیش نظر نہ رکھا جائے تو تاویل غلط ہوسکتی ہے مثلاً سورۃ المائدہ میں ہے۔

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ[22]

ترجمہ: آج حلال ہوئیں تم کو سب ستھری چیزیں۔۔۔ اور حلال ہیں تم کو پاک دامن عورتیں مسلمان اور پاک دامن عورتیں ان میں سے جن کو دی گئی کتاب تم سے پہلے۔۔۔

---

19 ایضاً، ص ۲۶

20 احمد یار خان، مفتی، تفسیر نعیمی، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، س ن، ص ۲۵۵

21 ایضاً

22 القرآن؛ سورۃ المائدہ: ۵، آیت: ۵

HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

بعض کہتے ہیں کہ اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمان مردوں کا نکاح جائز نہیں کیونکہ اس آیت سے مراد اہل کتاب کی وہ عورتیں ہیں جو ایمان لے آئی ہیں چونکہ اسی آیت میں وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ الگ آیا ہے اس لئے متعدد صحابہ نے قرآن کی اس اجازت سے فائدہ اٹھایا تھا جمہور نے یہی مطلب لیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔

۳۔ صحف سماوی کے بیانات کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو بعض اوقات صحیح تاویل ممکن نہیں رہتی اور غلطیاں ہو جاتی ہیں مثلاً قرآن کریم کی متعدد آیات میں قتل الانبیاء کو یہود کا ایک جرم بتایا گیا ہے۔

۔۔۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللہِ وَیَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاۗءَ بِغَیْرِ حَقٍّ۔۔۔[23]

ترجمہ: یہ اس لئے ہوا کہ نہیں مانتے تھے احکام خداوندی کو اور خون کرتے تھے پیغمبروں کا ناحق

بعض مفسرین نے یہ بتایا کہ ان آیات میں قتل سے مراد مخالفت ہے انبیاء کا قتل ممکن نہیں۔ جب کہ اس تاویل کی غلطی کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خود یہود و نصاریٰ کے صحیفے اس پر شاہد ہیں کہ یہود نے قتل انبیاء کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

۴۔ لغت اور کلام عرب سے اعراض برتنے پر قرآن کے صحیح معانی کے تعین اور آیت کی تاویل میں غلطی ہو جاتی ہے مثلاً سورۃ الاعلیٰ میں ہے۔

وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی۝ فَجَعَلَہٗ غُثَاۗءً اَحْوٰی۝[24]

ترجمہ: اور جس نے نکالا چارا۔ پھر کر ڈالا اس کو کوڑا سیاہ

مفسرین نے عام طور پر غُثَاۗءً اَحْوٰی کا معنی سیاہ کوڑا کرکٹ کیا ہے لیکن لغت اور کلام عرب سے اس سے مختلف مفہوم نکلتا ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی غُثَاۗءً اَحْوٰی کے لفظ کی لغوی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عربی میں لفظ ' غُثَاۗءً ' تو بے شک جھاگ اور خس و خاشاک کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن ' اَحْوٰی ' ہرگز اس سیاہی کے لئے نہیں آتا جو کسی شے میں اس کی کہنگی، بوسیدگی اور پامالی کے سبب سے پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ یہ اس سیاہی مائل سرخی یا سبزی کے لئے آتا ہے جو کسی شے پر اس کی تازگی، شادابی، زرخیزی اور جوش نمو کے سبب سے نمایاں ہوتی ہے۔ لفظ ' غُثَاۗءً ' اگرچہ مکھن کی جھاگ اور سیلاب کے خس و خاشاک کے لئے بھی آتا ہے لیکن اس سبزہ کے لئے بھی اس کا استعمال معروف ہے جو زمین کی زرخیزی کے سبب سے اچھی طرح گھنا اور سیاہی مائل ہو گیا ہو۔

بعض مفسرین قرآن کی تفسیر بالقرآن پر زور دیتے ہیں اور کہتے ہیں: قرآن اپنی تفسیر خود کرتا ہے وہ خارج کی کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ سوائے اس ماحول کے جس پر اس کا انطباق ہوتا ہے اس کی تائید کائنات میں اللہ تعالیٰ کے قوانین قدرت سے اور معاشرہ میں اس کے نظام سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات علی الاطلاق درست نہیں۔ دیگر طرق جس میں علوم لغویہ، اصول فقہ، شان نزول اور باطنی تصوف یعنی تزکیہ نفس سے تغافل برتنے سے آیاتِ قرآن سے غلط تاویل کا قوی اندیشہ ہو سکتا ہے۔[25]

اصل بات یہ ہے کہ اکثر مفسرین نے قرآن کی تفسیر میں اگرچہ بہت محنت کی لیکن جب انہوں نے کلامی انداز میں بحث کی تو وہ اپنی جانبداری سے دور ہٹتے چلے گئے اور ایسی تاویلات کیں جو صرف ان کے اپنے سابقہ نظریات کی تائید میں تھیں۔ ان کلامی طریقے سے کی گئی تاویلات میں بے شمار غلطیاں کیں جس کی وجہ سے اسلام میں مختلف فرقے پیدا ہوئے اور امت کی وحدت پارہ پارہ ہوئی۔ امام رازی کی تفسیر کبیر، جار اللہ زمخشری کی کشاف اور بیضاوی کی انوار التنزیل معروف کلامی تفسیر یں ہیں۔ سر سید احمد خان نے کلامی مسائل میں اعتزال کو نئے اسلوب میں پیش کیا اور سائنسی منہاج اختیار کیا۔ شبلی، نذیر احمد، چراغ علی نے اسی بحث کو آگے بڑھایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی علم کلام کی راہ پر چلتے چلتے نبوت تک جا پہنچا۔ اس نے اپنا سارا زور استدلال مسیح کی وفات پر دیا اور خود مسیح موعود اور نبی بن بیٹھا۔

---

23 القرآن؛ سورۃ آل عمران: ۳، آیت: ۱۱۲

24 القرآن؛ سورۃ الاعلیٰ: ۸۷، آیت: ۵، ۴

25 محمد رضی الاسلام ندوی، مقالہ: تفسیر قرآن میں قرآن سے استفادہ کے حدود، بشمولہ: فکر و نظر، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ج۴۹، شمارہ ۱، جولائی ستمبر ۲۰۱۱، ص ۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

اگرچہ سید مودودیؒ نے بھی کلامی مسائل پر اپنی تفسیر میں بحث کی لیکن انہوں نے کمال احتیاط سے کام لیااور حتی الوسع اعتدال کا دامن نہیں چھوڑااور جو بات قرآن سے ہم آہنگ تھی اس کا ذکر کیا۔ [26]

لیکن پھر بھی کلامی بحث کے نتیجے میں ان کی تفسیر کے کچھ مقامات سے اختلاف کیا جاسکتا ہے اور ان کو احسن تاویلات کے زمرے میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ مفسرین نے حتی المقدور تفسیر میں قرآنی مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کی لیکن بعض تاویلات ایسی کیں جو واقعی غلط تاویلات کے زمرے میں آتی ہیں اور احسن تاویلات بھی کمال کی ہیں لیکن غلط تاویلات نے قرآن مجید کے واضح حکم

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔۔۔ [27]

ترجمہ: اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو

کے باوجود امت کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا یہاں تک کہ ہم اب تفرقہ بازی کی آخری حدوں تک پہنچ گئے ہیں۔

صحابہ کرامؓ میں بھی تفسیری اختلاف موجود تھا اگرچہ بہت کم لیکن اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کا بہت احترام کیا کرتے تھے اور اختلاف کو صرف حقیقت معلوم کرنے تک محدود رکھا۔جب حقیقت سامنے آجاتی تو وہ اپنی رائے سے دست بردار ہو جاتے تھے۔انہوں نے اختلاف کبھی بھی ایسے خلاف میں نہیں بدلا جس کا نتیجہ تعصب اور انتشار ہو۔یہی حال تابعین، تبع تابعین فقہاء اور محدثین کا تھا لیکن اختلاف کے باوجود ان میں بغض یا عداوت نہ تھی۔امام ابو حنیفہ اگر کسی فقہی مسئلے میں کوئی رائے دیتے تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنی اس رائے پر کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص اسے نہ چاہتے ہوئے بھی قبول کرے اگر کسی کے پاس اچھی بات ہو تو وہ پیش کرے۔لیکن آج انہی اماموں کے پیروکاروں کو دیکھیں تو افسوس ہوتا ہے کہ بات بات پر فسق و کفر کے فتوے لگتے ہیں۔

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک ے

دلیل کم نظری قصہ جدید و قدیم

---

26 خالد علوی، ڈاکٹر، مقالہ: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بحیثیت مفسر، بشمولہ فکر و نظر، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ج ۳۶، شمارہ ۴، ۳، ص ۲۷۴

27 القرآن؛ سورۃ آل عمران: ۳، آیت: ۱۰۳